حکایت مہر و وفا ــــ بیگم چودھری افضل حق کے خطوط

ڈاکٹر زاہد منیر عامر *

Dr. Zahid Muneer Aamir

Abstract:

Ch Afzal Haq's(1891---1942) name is well-known in the history of Urdu prose. There are many books on his credit, some of which are Zindagi, Deen e Islam, Mahboob e Khuda, Jawahirat, Azadi e Hind and Mera Afsana. His book, Zindagi, is a paragon of imaginative travelogues like Dante's Divine Comedy, Ibn Arabi's Fatoohat e Makkiyah and Iqbal's Javid Nama. Along with this, he served the nation as a political leader and member legislative assembly Punjab. He also edited some newspapers of his time. In this article, unpublished letters of his wife Hamida Baigum (d: 22 April 1988), commonly known as Buwa Ji, are being produced. These letters narrate the story of a wife, loyal to the soul of her deceased husband. An old lady, devoid of sources, is trying to reproduce the forgotten works of her late beloved partner with the help of a young writer (i.e the author), whom she has declared her son. These are letters - letters, which are now a form of communication that we have lost-from a loving mother, thus being a profound representation of the Oriental culture.

Keywords: Ch Afzal Haq, Hamida Baigum, Zindagi, Punjab assembly, Urdu Letters, Dehati Rooman, British India.

چودھری افضل حق (۱۸۹۱ء...۱۹۴۲ء) مشہور مصنف ہیں جن کی کتابیں زندگی، دینِ اسلام، محبوبِ خدا، آزادیِ ہند اور جواہرات متداول رہی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی انھوں نے متعدد چھوٹی بڑی کتابیں اور مضامین لکھے اور بعض اخبارات کی ادارت بھی کی۔ وہ ۱۸۹۱ء میں ہوشیار پور کے ایک معزز زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امرتسر میں حاصل کی۔ ۱۹۱۰ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۱۲ء میں ایف۔اے کا امتحان دے کر لاہور آ گئے۔ یہاں انھوں نے دیال سنگھ کالج میں داخلہ لے لیا مگر بڑے بھائی کی اچانک وفات کے باعث جلد ہی کالج چھوڑ کر پولیس میں ملازمت اختیار کرنا پڑی اور سب انسپکٹر بھرتی ہو گئے۔ ۱۹۱۴ء میں تُرکی کی

☆ پروفیسر شعبہ اردو، اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، پاکستان

شکست کے بعد اتحادیوں کی فتح اور اُن کے مظالم سے دل برداشتہ تھے کہ ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ کا حادثہ پیش آ گیا۔ ۱۹۲۱ء میں ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور تحریک خلافت میں حصہ لینے لگے۔ ۱۹۲۲ء میں گرفتار ہو کر جیل جا پہنچے اور یہاں سے رہائی پر جیل کے حالات پر مشتمل اپنی پہلی کتاب دنیا میں دوزخ لکھی۔ ۱۹۲۹ء میں کچھ ساتھیوں کے ساتھ مل کر "مجلس احرارِ اسلام" کی بنیاد رکھی اور تادم آخر اسی جماعت سے منسلک رہے۔ کچھ عرصہ کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کے رکن رہے اور دو مرتبہ اپنے علاقہ سے پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ کونسل کے رکن کی حیثیت سے انھوں نے مسلم مفاد کے لیے بیش قدر خدمات سر انجام دیں۔ ۱۹۳۹ء میں تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ کے سلسلے میں گرفتار کر کے راولپنڈی جیل میں نظر بند کر دیے گئے جہاں، ایک روایت کے مطابق انھیں سیندور کھلا دیا گیا۔ اس کے بعد رہا ہوئے مگر صحت نہ سنبھل سکی اور اُفق حُریت کا یہ آفتاب ۸/ جنوری ۱۹۴۲ء کو ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ چودھری صاحب نے چودہ کے قریب کتابیں لکھیں جن مین سے اکثر کا نقش دھندلا گیا۔ راقم ایک زمانے میں چودھری صاحب کی نایاب کتابیں تلاش کرتا ہوا ان کی اہلیہ محترمہ تک پہنچ گیا۔ اس وقت تک چودھری صاحب کی وفات پر چالیس برس کا عرصہ بیت چکا تھا لیکن بواجی کی یادداشت محفوظ تھی انھوں نے نہ صرف چودھری صاحب کی زندگی کے احوال پر روشنی ڈالی بلکہ اپنے مرحوم شوہر کے ایک کم سن قاری کی حیثیت سے راقم کو بیٹا کہنا شروع کر دیا اور فرمایا کہ "میں نے تم کو بیٹا کہا ہے میں اپنے آخری وقت تک بیٹا سمجھوں گی "۔ ان کے ساتھ چودھری صاحب کی نایاب کتابوں کی تلاش اور ان کی از سر نو اشاعت کے بارے میں مکالمہ و رابطہ رہا۔ اس دوران میں چودھری صاحب کی متعدد کتب عام طور پر جن کے وجود سے بھی بے خبری پائی جاتی تھی، تلاش کی جاتی رہیں۔ بیگم چودھری افضل حق، جنھیں بواجی کہا جاتا تھا یکے بعد دیگرے ان کتابوں کی از سر نو اشاعت چاہتی تھیں لیکن اشاعتی دشواریاں تو ایک طرف چودھری صاحب کی کتابوں کے نسخے تک ان کے پاس موجود نہ تھے۔ جب سعی بسیار کے بعد چودھری صاحب کی کتب دستیاب ہو گئیں تو انھوں نے راقم کو لکھا" تمھارا بہت بہت شکریہ تمھاری کوشش سے یہ کتابیں ملیں خدا پاک تم کو کامیابی، ترقی دے آمین "کتب کی تلاش کا مرحلہ طے ہو جانے پر ان کی جدید اشاعتوں کے لیے مختلف ناشرین سے رابطہ کیا گیا لیکن کہیں شنوائی نہ ہوئی۔ چنانچہ راقم نے اپنی کم سنی اور کم سوادی کے باوصف چودھری صاحب کی ایک مختصر کتاب دیہاتی

رومان کی اشاعت کاڈول ڈالا۔ چودھری افضل حق مرحوم نے یہ افسانوی کہانی بچوں کے لیے لکھی تھی اور اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا تھا۔ ۱۹۴۳ء میں دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کے بعد یہ چالیس برس سے نایاب چلی آ رہی تھی۔ راقم نے اس نایاب کتاب کو تلاش کر کے اس پر ایک مفصل مقدمہ لکھا اور بیگم صاحبہ کے حوالے سے شائع کیا۔ ان کے نام جملہ حقوق کی صراحت کی گئی اور کتاب پر انھی کے گھر کا پتہ بہ طور ناشر کے لکھا گیا۔ کالج کے ایک طالب علم کے لیے یہ کام آسان نہ تھا تاہم وفورِ شوق کے باعث اس راہ کی مشکلات کا کامیابی سے مقابلہ ممکن ہو گیا۔ اپنے مرحوم شوہر کی وفات پر چار دہائیاں گزر جانے کے بعد ان کی یہ نایاب یادگار کے سامنے آ جانے سے وہ بے حد مسرور ہوئیں اور انھوں نے راقم کو لکھا کہ ”بہت بہت مبارک باد، بہت خوشی ہوئی تمھاری محنت کا اجر اللہ تعالیٰ تمھیں دے گا“۔ انھوں نے اپنے پاس باقی رہ جانے والی چودھری صاحب کی تین یادگاریں بھی یہ کہہ کر راقم سطور کو عنایت کیں کہ میرے بچوں سے بڑھ کر تم چودھری صاحب کی ان چیزوں کے حق دار ہو۔ ان تین یادگاروں میں چودھری صاحب کی کتاب زندگی کے حوالے سے لکھا گیا سر شہاب الدین کا ایک خط، چودھری صاحب کا کلہاڑی نما عصا اور اہالیانِ ہوشیار پور کی طرف سے بی اماں کو پیش کیا گیا ایک سپاسنامہ شامل تھے۔ بعد میں ان کے اَخلاف کی فرمائش پر سر شہاب الدین کا خط انھیں واپس کر دیا گیا جب کہ باقی دو اب تک راقم کے پاس محفوظ ہیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ دیہاتی رومان طرح باقی کتب بھی شائع ہو جائیں لیکن افسوس کہ ان کی زندگی میں ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ جب چودھری صاحب کی وفات پر پر پچاس برس گزر گئے تو قانونی طور پر مصنف یا اس کے اَخلاف کا حق تصنیف ختم ہو جانے کے باعث بہت سے ناشرین نے چودھری صاحب کی کتابیں شائع کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ اب بازار میں چودھری صاحب کی کتب متعدد ناشرین شائع کر رہے ہیں۔ بعض ادارے کلیات افضل حق کے نام سے ان کی کتابوں کا مجموعہ بھی شائع کرتے ہیں لیکن انھیں نہیں معلوم کہ جن چار پانچ کتابوں کو وہ ” کلیات ' کے نام سے شائع کرتے ہیں وہ چودھری صاحب کی تمام کتب نہیں ہیں۔ راقم کی تحقیق کے مطابق چودھری صاحب کی کم از کم چودہ کتابیں شائع ہوئیں، جب تک یہ تمام کتب یکجا شائع نہ کی جائیں ان کے مجموعے کو ” کلیات “نہیں کہا جا سکتا۔ ناشرین، بوا جی کی زندگی میں چودھری صاحب کی کتب کی اشاعت سے گریزاں رہے کہ مصنف کی اہلیہ ہونے کے ناتے ان کے حقوق کا اعتراف لازم تھا البتہ ان کی وفات

کے بعد متعدد ناشرین ان کے مرحوم شوہر کی کتب شائع کرنے لگے۔ یہ زمانے کی ستم ظریفیوں کا ایک افسوس ناک مظہر ہے۔

بوا جی کا نام حمیدہ بیگم تھا، بیسویں صدی اور ان کی زندگی کا آغاز اکٹھے ہوا، ان کے والد کا نام چودھری چھجو خان تھا۔ داداز میندار تھے اور گھر کا نظام انھی کی سرپرستی اور آمدن پر چلتا تھا۔ والد نے تین شادیاں کیں، پہلی دو شادیوں کے نتیجے میں کوئی اولاد نہ ہوئی تیسری بیوی کو اللہ نے ایک بیٹے اور بیٹی سے نوازا۔ بوا جی کے بھائی کا نام چودھری عبدالحمید تھا، بوا جی ابھی دو برس کی تھیں جب ان کے والد کا انتقال ہو گیا، سوتیلی والدہ نے قرآن کریم پڑھایا، اٹھارہ سال کی عمر میں چودھری افضل حق سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔ بڑے بھائی کی وفات کے باعث، چودھری صاحب اپنا تعلیمی سلسلہ ترک کر کے ۱۹۱۷ء میں پولیس میں ملازمت اختیار کر چکے تھے۔ اس وقت ان کی عمر چھبیس سال تھی۔ ملازمت مل جانے کے ایک ہی دو برس بعد انھیں رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا گیا تھا، تحریک خلافت میں حصہ لینے کی پاداش میں... اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتاہم ہوئے... کے مصداق گڑھ شنکر سے گرفتار ہوئے، مقدمہ چلا اور چھ ماہ کے لیے حوالہ زنداں کر دیے گئے، بوا جی جو ابھی ایک نئی نویلی دلھن ہوں گی اپنے دولھا سے ملنے اس جیل میں جایا کرتی تھیں جسے چودھری افضل حق نے اپنی اولین تصنیف کے عنوان میں ''دنیا میں دوزخ'' قرار دیا۔ بعد کی زندگی میں بھی جیل جانا ان کے معمولات کا حصہ رہا بلکہ وہ اپنی جیل یاترا پر اپنی خانہ نشین بیوی کو بھی قومی تحریک آزادی کی خاطر جیل جانے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور انھیں بعض دوسرے سیاستدانوں کی بیگمات کی مثال دے کر قومی جدوجہد آزادی میں شمولیت پر آمادہ کرنا چاہتے تھے لیکن ان کی خانہ نشین اہلیہ اپنی گھریلو ذمہ داریوں ہی میں منہمک رہیں کہ ان کے نزدیک خواتین کا جیل جانا خاندان کے لیے باعث ننگ ہوتا۔

کسی مستقل ذریعہ آمدن سے محرومی اور آئے دن کی جیل یاتراؤں کے باعث گھر میں اکثر فاقوں کی نوبت آجاتی مگر صابر و شاکر خاتون خانہ حرف شکایت زبان پر لائے بغیر اپنے شوہر اور بچوں کی خدمت میں مستغرق رہیں۔ خودداری اور وقار کا یہ عالم تھا کہ تین تین دن فاقوں سے گزر جانے پر بھی کسی کو گھریلو حالت کی خبر تک نہ ہوتی تھی۔ بوا جی کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے اور تین بیٹیاں عطا کیں۔ جن میں سے اب صرف ایک بیٹی نجم ایس خان حیات ہیں اور امریکا میں مقیم ہیں۔

وہ مشرقی روایات کی پاسدار، ایک عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ طویل عرصہ گزر جانے کے باوصف انھیں اپنے مرحوم شوہر کی باتیں بخوبی یاد تھیں اور وہ انھیں تفصیل سے سنایا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ انھیں چودھری افضل حق کی ابتدائی زندگی کے وہ واقعات بھی یاد تھے، جو خود انھوں نے اپنے خاندان کے بزرگوں یا چودھری صاحب سے سنے ہوں گے۔ راقم ان سے پہلی بار ۱۹۸۲ء میں ملا۔ اس کے بعد ان سے ملاقاتوں، باتوں اور مراسلت کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کی رہائش شام نگر، چوبرجی، لاہور میں تھی لیکن وہ علاج معالجے کے سلسلہ میں اپنے سب سے چھوٹے صاحبزادے کرنل اظہار الحق صاحب کے پاس جاکر پہلے راولپنڈی اور پھر نوشہرہ میں قیام کیا کرتی تھیں۔ آخری مرتبہ جب وہ نوشہرہ گئیں تو انھوں نے وہاں سے راقم کو خط لکھا کہ "بیٹا میں تم سے ملنا چاہ رہی تھی اگر تمھارے پاس وقت ہو تو مجھے نوشہرہ آکر مل جانا اگر نہ آسکو تو خط ضرور لکھ دینا" وہ کوئی ضروری بات کرنا چاہتی تھیں۔ جب وہ نوشہرہ سے لاہور واپس آگئیں تو ان کی جانب سے لاہور آنے کا پیغام ملا۔ ان کا یہ پیغام ملنے کے بعد راقم ۲۷/ جنوری ۱۹۸۸ء کو لاہور پہنچا، اس وقت وہ آرام کر رہی تھیں۔ ان کی صاحبزادی نجم صدیق صاحبہ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے بتایا کہ بوا جی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اس وقت انھیں بے آرام کرنا مناسب نہ تھا اور سرگودھا کے اس طالب علم کو اسی روز واپس سرگودھا بھی پہنچنا تھا، یوں ان سے وہ آخری ملاقات نہ ہو سکی جس کی وہ تمنائی تھیں۔ ۲۲/ اپریل ۱۹۸۸ء کو انھوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

آئندہ اوراق میں اسی محترم خاتون کے خطوط پیش کیے جا رہے ہیں جو انھوں نے اپنے نام ور شوہر چودھری افضل حق کے حوالے سے ان سطور کے راقم کے نام لکھے۔ جب راقم سے ان سے خط کتابت ہوئی تو وہ اپنی عمر کی آخری منزل میں تھیں اس لیے کبھی وہ خط دوسروں کو املا کروا دیا کرتی تھیں لیکن جب جب ممکن ہوتا ان سطور کے راقم کو وہ اپنے دست و قلم سے خطاب کیا کرتی تھیں۔ ان کے دست نوشتہ خطوط کی پہچان یہ ہے کہ ان کے قلم سے نکلا ہوا ہر خط بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ہم عدد ہندسے 786 سے شروع ہوتا ہے اور ان کا اختتام "تمھاری امی" ایسے خوب صورت الفاظ پر ہوتا ہے جو خطوط دوسروں سے لکھوائے گئے ان کا آغاز و اختتام ان دو نو صفات سے محروم ہے۔

{ 1 }

لاہور

82-8-1

عزیز بیٹے زاہد

السّلام علیکم!

امید ہے بخیریت ہو گے۔ اگرچہ تمہارا خط ملے کئی دن ہو گئے ہیں مگر جواب آج دے رہی ہوں کیونکہ تمہاری طلب شدہ کتابیں (۱) مل گئی ہیں۔ اگر تم خود آ سکو یا تمہارے بڑے بھائی صاحب (۲) آ سکیں تو آ کر لے جائیں۔ جلدی کتابیں مہیا نہ کر سکنے کا بے حد افسوس ہے مگر مجبوری تھی۔ امید ہے محسوس نہیں کرو گے۔

والسلام

والدہ قمر الحق

....

{ 2 }

لاہور

اگست 25، 1982

عزیز بیٹے !

السّلام علیکم

دو چار روز ہوئے تمہارا خط مل گیا تھا اسی واسطے میں نے کتابیں (۳) کل 24 اگست کو بذریعہ ڈاک روانہ کر دی ہیں۔ امید یہی ہے کہ بر وقت تم تک پہنچ جائیں گی۔

جہاں تک ڈاک خرچ کا تعلق ہے تو عزیزم! یہ تمہاری زیادتی ہے جو تم نے ایسی بات کہی۔ اس کام کے لیے ایک پیسہ بھی حرام کے برابر ہے ہمارے لیے۔ بہر حال امید ہے آئندہ ایسی بات کہہ کے شرمندہ نہ کرو گے۔ (۴)

بہت دعاؤں اور پیار کے ساتھ

بیگم افضل حق

....

{ 3 }

۸ر فروری ۱۹۸۳ء (۵)

786

پیارے بیٹے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بہت دیر ہوئی تمہارا خط آیا تھا لیکن سردی کی وجہ سے [جواب] نہ لکھ سکی جتنی جلدی ہو، میرا افسانہ (۶) دونو حصے مرزا جانواز کی کتاب چھپنے والی (۷) ہے وہ ضرور بھیج دینا۔ چار کتابیں قومی کتب خانہ کی کتابیں، چاروں کتابیں [کذا] رکھ لینا باقی تمہارے پاس چھوٹی کتابیں جتنی ہیں بھیج دو۔ میں چھپانا چاہتی ہوں پھر سیٹ تم کو بھیج دوں گی۔ بار بار تاکید ہے۔ شاہ صاحب کے داماد (۸) کا پتہ ضرور دینا، اسے [کذا، اس سے] پتہ کرونگی کہ اگر دے دے۔ شاہ صاحب کے لڑکے سے کوئی جواب نہیں [آیا] (۹) میرا بڑا لڑکا (۱۰) آیا ہوا ہے۔ ۲۸ر فروری کو واپس جارہا ہے۔ وہ پریس والوں سے بات کرے گا، زیادہ کیا لکھوں۔

تمہاری امی

گھر میں درجہ بدرجہ سلام، پیار

....

{ 4 }

786

پیارے بیٹے، السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

تمھارا خط آج ہی ملا۔ میں 2 ماہ سے پریشانیوں میں پھنسی ہوئی تھی اس لیے خط نہ لکھ سکی۔ میرے دماغ کی حالت اچھی نہیں، خط لکھنے کو دل نہیں چاہتا، جو کپڑا دکھانے کا میں نے ذکر کیا تھا وہ مل گیا میں بھیج دوں گی۔ (۱۱) ایک دو دن تک کتابیں تلاش بہت کیں لیکن کوئی نہیں دیتا، شاہ صاحب کے گھر کوئی نہیں ملا۔ ایک کو بھیجا دوسرا پولیس افسر میرا عزیز آج کل وہاں لگا ہوا ہے اسے بھی نہیں ملے۔ شاہ صاحب کے داماد کا پتہ لکھنا (۱۲) شاید وہ دے سکے میں کوشش کررہی ہوں جس وقت مل گئی اطلاع دوں گی۔ کپڑا جلد بھیج دوں گی، بادشاہ (۱۳) پر بھروسہ نہ [کرنا] وہ پورا نہیں کرسکے گا۔ قومی کتب خانہ پریس والے کو بلایا ہے اس سے بات کرکے پتہ دوں گی جن کتابوں کا تم کو پتہ ہے میرے پاس وہ بھی نہیں، میرے پاس تو کوئی کتاب نہیں۔ تم بھی تلاش کر[و] میں بھی کروں [گی] اگر خدا پاک کو منظور ہے تو مل جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ (۱۴)

گھر میں سب کو سلام و پیار
تمھاری امی

قومی کتب خانے والا اپنی بیوی کو لے کر امریکہ گیا ہوا ہے

2جنوری[1983]

....

{ 5 }

6 مارچ

786

پیارے بیٹے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمھارا خط ابھی ملا میں اسی وقت جواب دے رہی ہوں۔ تمھارا بہت بہت شکریہ تمھاری کوشش سے سب کتابیں ضیاء الحق[۱۵] لے کر کاپی سٹیٹ [۱۶] کرا کر دے گیا ہے۔ انگریزی کی کتاب بھی [۱۷] صرف زم زم اخبار[۱۸] میں کچھ مضمون رہ گئے اور اسمبلی کی تقریریں رہ گئیں[۱۹] وہ بہن کو تاکید کر گیا ہے کہ جا کر اسمبلی ہال سے لے آنا اس کی چھٹی ختم ہو گئی تھی اگر وقت ہوتا تو وہ چھپا کر جاتا کئی مہربان شخص مل گئے انھوں نے بڑی مدد کی اب جن لوگوں نے انکار کیا تھا ان سے ملنے کی ضرورت نہیں[۲۰] اب چھپانے کا مسئلہ ہے وہ بھی مالک آسان کر دے گا۔

تمھاری بھیجی ہوئی کتابیں مل گئی تھیں لیکن میرا داماد امریکہ سے آیا تھا ہمارے سب عزیز ملنے کے لیے آئے تھے مجھے تو پڑھنے کا وقت نہیں ملتا تھا تمھارا بہت بہت شکریہ تمھاری کوشش سے یہ کتابیں ملیں خدا پاک تم کو کامیابی ترقی دے آمین۔ کتابوں کی لسٹ کسی وقت بھیجوں گی۔ وہ کپڑا مل گیا لیکن وہ محمد علی جوہر کی والدہ کو ہمارے ضلع ہوشیار پور کے سکھوں نے والدہ جوہر کو دیا ہے۔ [۲۱] وہ[جب] آؤ گے لے جانا۔ ابھی چھپانے کا مسئلہ[ہے] آج کل بارش لاہور میں تھوڑی تھوڑی ہوتی رہتی ہے کوئی کام[نہیں]ہو سکتا۔

گھر میں درجہ بدرجہ سلام و پیار
تمھاری امی
ضیاء الحق ۲۸ر فروری چلا گیا۔

[6مارچ1983]

....

{ 6 }

پیارے بیٹے

السّلام علیکم!

میں تمھیں چودھری صاحب کی کتابوں کی فہرست بھیج رہی ہوں جن پر لکیر لگی ہے وہ نہیں ملی۔ قومی کتب خانے والوں سے بات کی تھی انھوں نے کہا ہے کہ تھوڑی دیر ٹھہر جائیں میں کورس کی کتابوں کی چھپائی سے فارغ ہو کر آپ کی کتابیں چھاپنے کے متعلق سوچوں گا۔ جو کتابیں مل گئیں تھیں وہ فوٹو سٹیٹ کروالی ہیں۔ اگر تمھیں کسی اچھے چھاپے خانے کے متعلق پتا ہو تو مجھے مطلع کرو۔ کتابوں کی چھپائی اگر خود کروائی جائے تو کتنے پیسے خرچ ہوں گے۔ مہربانی کر کے کتابوں کی یہ فہرست واپس ارسال کر دینا۔ گھر میں سب کو دعا سلام۔

شکریہ

تمھاری امی

[16مارچ 83ء]

{ 7 }

چمن میں صُبحدم پڑتی ہے اِس لیے شبنم
کہ پتّہ پتّہ کرے یَاد باوضو تیری[۲۲]

از لاہور

83-4-1

عزیز فرزند!

السّلام علیکم!

آپ نے مجھ سے جن کتب کا پوچھا تھا تو ان کے متعلق عرض ہے کہ وہ کتب ہمشیرہ نجم صدیق کے پاس ہیں اور وہ کسی ضروری کام کی وجہ سے لاہور سے باہر گئی ہوئی ہیں۔ جونہی وہ واپس آئیں گی میں آپ کو ان سے پوچھ کر دوبارہ مطلع کرونگی۔ اس کے علاوہ پریس والے احسن صاحب[۲۳] نے کہا تھا کہ آج کل اسکول کے بچوں کی کتب کی وجہ سے چھپائی کا بہت زیادہ کام ہے۔

اس کام سے فارغ ہو کر وہ مجھ سے رابطہ قائم کریں گے اور اگر آپ کی نظر میں کوئی ایماندار اور قابلِ اعتماد پریس ہو تو مجھے مطلع کر دیجیے۔

اس کے علاوہ ہمشیرہ اسمبلی بھی گئی تھیں۔ اسمبلی والوں نے کہا تھا کہ آپ پہلے درخواست دیں اس ایک ہفتہ بعد سیکریٹریٹ کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر اجازت مل گئی تو پھر ان کی (چودھری افضل حق مرحوم) تقاریر کے متعلق ہمیں بتایا جائے گا۔ ابھی ہم نے درخواست نہیں دی۔

اس کے علاوہ زم زم اخبار[۲۴] (سابقہ) کے پرانے سٹاک کے بارے میں اگر آپ کچھ معلوم کر لیں تو مجھے خبر کر دیں کیونکہ اس اخبار میں بھی چودھری صاحب کی چند تقاریر شائع ہوئی تھیں میرے پاس تو کوئی ایسا آدمی نہیں جو ان اخبارات کو ڈھونڈ نکالے۔ اگر تم ڈھونڈ لو تو مجھے مطلع کر دینا۔

دعا گو

والدہ

....

{ 8 }

چَمن میں صُبحدم پڑتی ہے اِس لیے شبنم
کہ پتّہ پتّہ کرے یَاد باوضو تیری

786

پیارے بیٹے! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمھارا خط پرسوں مل گیا تھا، وقت نہ مل سکا اسمبلی کا ریکارڈ دیکھنے کی منظوری تو مل گئی لیکن انھوں نے کہا آج کل جو اسمبلی ہے وہ 36ء میں بنی ہمارے پاس اس کا ریکارڈ نہیں[۲۵] خدا جانے ٹھیک ہے یا نہیں۔ اگر ضیاء الحق ہوتا تو وہ پتہ کر لیتا۔ میرے پاس اس وقت جو کتابیں تم کو بتائیں اس کے علاوہ میرا افسانہ ۲ حصے انگریزی کی کتاب،[۲۶] تاریخی احرار [کذا][۲۷] جو کتاب اسلام کے پاس [کذا، کے بارے میں] تھی[۲۸] وہ ہیں۔ ابھی زمزم[۲۹] کا بھی پتہ نہیں کر سکے۔ نجم کو سکول سے وقت نہیں ملتا اگر تم کوشش کرو تو شاید ریکارڈ مل جائے احسن[۳۰] سے میں نے پچھلے مہینہ بات کی

تھی اس نے کہا جو کتابیں پہلے میرے پاس ہیں وہی چھپاؤں گا۔ زیادہ تو چھوٹی سب کتابیں ہیں ۔ ....احسن کو تھیں اگر [ناخوانا] چھوٹی سب کتابیں ہیں آؤ گے تو تم کو دوں گی۔

دعا گو تمھاری امی

ضیاء کا پتہ بھیج رہی ہوں وہ خط بہت دیر سے لکھتا ہے لیکن جو پوچھو گے وہ بتادے گا۔

2 مئی 1983ء

....

{9}

چَمن میں صُبحدم پڑتی ہے اِس لیے شبنم
کہ پتّہ پتّہ کرے یاد باوضو تیری

160۔بی گلبرگ

لاہور

15.06.83

عزیزم زاہد منیر

دعوات

پنجاب اسمبلی کا ریکارڈ دیکھنے کے لیے تمھارے لیے اجازت نامہ مل گیا ہے۔[۳۱] اب جس وقت تم چاہو آکر اسمبلی ہال میں فائلیں دیکھ سکتے ہو۔ عزیزہ نجم پچھلے چند دن نہیں جاسکی تھی کیونکہ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہ تھی۔ اب اللہ کے فضل سے بہتر ہوں۔ کل سے اس نے دوبارہ جانا شروع کیا ہے۔ تلاش کرنے پر پتہ چلا ہے کہ اردو کی تقاریر کم ہیں، انگریزی کی زیادہ ہیں۔ بہر حال تم ان شاء اللہ خود اب دیکھ سکو گے۔ جب چاہو آکر دیکھ لو۔ میں آج کل گلبرگ میں عزیزہ بلقیس کے ساتھ ہوں۔ اگر ملنا چاہو تو P 160 گلبرگ تھری کے پتہ پر مل سکتے ہو۔

فقط

دعا گو

بیگم افضل حق

....

{10}

جولائی 1983,17ء

لاہور

عزیز بیٹے!

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا کیا حال ہے۔ بہت دیر سے آپ کا کوئی خط نہیں ملا۔ چند ماہ پہلے میں نے آپ کو ایک خط لکھا تھا جس میں دو کتابوں کے چھاپنے کے متعلق لکھا تھا مگر اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ اگر ہو سکے تو اپنے متعلق مطلع کریں آیا خیریت ہے۔(۳۲)

آپ کا اسمبلی ہال لائبریری کا پاس بھی ختم ہونے ولا ہے (یا شاید اس کی تاریخ ختم ہو چکی ہے) آپ آکر اس کا پتہ لائبریری سے کر لیں۔

اگر خط لکھنے میں جلدی نہ کر سکیں تو ہمارے فون نمبر 210202 پر صبح دس بجے سے شام چار بجے تک کسی بھی وقت فون کر لیں کیونکہ اس وقت میں ٹیلی فون کے قریب ہی ہوتی ہوں۔

باقی تمام خیریت ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے خط لکھنے کی کوشش کریں۔

آپ کے لیے دعا گو

والدہ

....

{ 11 }

لاہور

24 اگست 1983

عزیز بیٹے!

السّلام علیکم!

بہت دن ہو گئے ہیں مگر آپ کا کوئی خط نہیں ملا۔ میں نے آپ کو جو پیسے بھیجے تھے ان کی رسید تو موصول ہو گئی ہے مگر آپ نے کوئی خط نہیں لکھا۔ اس لیے فکر مند ہوں کہ آپ خیریت سے ہوں کوشش کریں کہ جلد خط لکھ سکیں۔

میں بہت بیمار ہوں اس لیے آپ کو خط کسی بچے سے لکھوا رہی ہوں۔ جواب جلدی دیں اور لکھیں کہ اتنا عرصہ خط کیوں نہیں لکھ سکے۔ گھر کے تمام لوگ تو خیریت سے ہیں۔

تمام گھر والوں کو میرا اسلام دیں۔

فقط

والدہ

....

{ 12 }

راولپنڈی

83-12-13

عزیزم زاہد

دعوات!

لاہور سے اطلاع ملی ہے کہ کتابیں چھپ گئی ہیں (۳۳) تم نے دو کاپیاں بھیجی ہیں۔ بہت بہت مبارک باد بہت خوشی ہوئی۔ تمھاری محنت کا اجر اللہ تعالیٰ تمھیں دے میں نے ان کتابوں کا تم سے کچھ نہیں لینا۔ دیگر لطیف (۳۴) تم سے ملنا چاہتا ہے۔ میں چند دنوں تک لاہور جانا چاہ رہی ہوں وہاں پہنچ کر تمھیں اطلاع دوں گی تم آجانا پھر اس سے تمھاری ملاقات کروادوں گی۔ وہ بھی کتابوں کے بارے میں بات کرنا چاہ رہا ہے۔ ابھی آج کل پنڈی ہوں قریباً ایک ہفتہ تک لاہور چلی جاؤں گی۔ پنڈی کا ایڈریس بھی نیچے لکھ رہی ہوں۔

بیگم افضل حق

معرفت

لیفٹیننٹ کرنل اظہار الحق ادیب

(تین) 3 درباری لال روڈ

راولپنڈی صدر

فقط دعا گو بیگم افضل حق

....

{ 13 }

786

پیارے بیٹے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تمہارا خط مل گیا تھا لیکن کچھ فرصت نہ ملی۔ لاہور ہم لوگ ۱۸ر جمعہ رات [کذا، جمعرات] کو پہنچے۔ ۱۹ر کو ملنے ملانے میں گزرا۔ ہفتہ کو عید ہو گئی سب رشتہ دار میری وجہ سے جمع ہو گئے۔ اتوار گزرا، پیر کو ہم لوگ واپس پنڈی پہنچ گئے۔ آپ کو بلانے کا وقت نہ ملا۔ تم پریشان تو بہت ہو گے اب نجم (۳۵) امریکہ چلی گئی تھی ۲ جون کو، اب ستمبر کے پہلے ہفتہ [میں واپس] آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے آنے پر میں اطلاع دوں گی۔ یہ جو چھ سو روپیہ ہے وہ میں نجم کے آنے پر دوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور باقی کتابیں جو بنی ہوں وہ لے لینا۔ میرا افسانہ بھی چھپنے کی بات مودودی پریس (۳۶) میں ہوئی ہے۔ نجم کے آنے پر جو خدا پاک کو منظور ہے ہو گا۔ دیہاتی رومان کے بارے میں یہاں 2 دوکان دار ہیں، ان سے بات کریں گے۔ ادیب (۳۷) کالڑکا ساہیوال گیا ہوا ہے اس کے آنے پر ہو گی۔ یہ ضرور اطلاع دینا تمہارا کام کیسا چل رہا ہے، میں گرمی تک یہاں ٹھہرونگی، میری دماغی حالت بہت اچھی نہیں رہی۔ خط لکھنے کے لیے بہت مشکل ہو گئی ہے، یادداشت بھی ٹھیک نہیں رہی، باقی صحت اتنی خراب نہیں ہے۔

گھر میں سب کو سلام و پیار

تمہاری والدہ

پتہ گرداری لال روڈ 3 نمبر مکان پولیس چوکی کے سامنے مشرق کی طرف

والدہ اظہار الحق ادیب کرنل راولپنڈی

....

{ 14 }

پیارے بیٹے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیچھے [کذا] ہفتہ خط لکھا ہے میں نے تم کو۔ معلوم ہوتا ہے یا تو تم وہاں نہیں تھے یا پھر خط نہیں پہنچا۔ اگر یہ خط مل جائے تو واپسی جواب دینا۔

ایک خط پہلے لکھا تھا نجم سے کسی نے پندرہ کاپی دیہاتی رومان مانگی تھی۔ فروری میں ۲۰ کاپی چیچہ وطنی سے منگائی تھی لیکن تمھارا جواب نہیں ملا۔ کیونکہ تم ایسی دیر نہیں کرتے، اس لیے مجھے فکر ہے۔ میری شوگر کم نہیں ہو رہی۔ فروری کے پہلے ہفتہ پنڈی گئی تھی ڈاکٹر کو دکھانے۔ اب مارچ کے آخری ہفتہ پھر جاؤں گی واپسی جواب دینا۔ گھر میں سب کو سلام

میری دماغی حالت اچھی نہیں رہی اس لیے خط لکھا نہیں سکی۔ جرمنی ۴ ماہ بعد خط لکھا ہے۔[۳۸]

3مارچ

....

{ 15 }

786

پیارے بیٹے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمھارا بہت دیر گزری [خط] نہیں آیا پریشان ضرور ہوں لیکن کیا کروں شوگر نے میرا سب کچھ چھڑا دیا صرف دوایوں سے واسطہ ہے۔ دماغی حالت نارمل نہیں۔ نیند اتنی ہے نماز قرآن شریف پڑھتے بیٹھی سوتی ہوں۔ تم نے اپنی پریشانی کا لکھا تھا کیا بات ہے پوری بات لکھو میں بڑی پریشان ہوں یقین کرنا یہ تمھارا خط اور ضیاء الحق[۳۹] کا خط دونو اپنے پاس رکھ ضرور لیتی ہوں اور سو جاتی ہوں کسی کام میں دل نہیں لگتا۔

کتابوں کے بارے میں جس طرح تم کہو میں کرنے کو تیار ہوں جو کتاب میں نے تم کو دی ہے نہ میں [نے] اس میں سے ایک پیسہ لینا ہے اس کا نفع خدا پاک تم کو عطا کرے میں [نے] اس میں سے ایک پیسہ نہیں لینا۔ بیٹا میں نے تم کو بیٹا کہا ہے میں نے روپیہ کا سودا کسی سے نہیں کیا احسن ہمایوں قومی کتب خانہ [والے] سے پوچھ لینا[۴۰] مجھے روپیہ کا کاروبار کرنا نہیں ہے۔ جس شخص نے کمانے والا ہو کر روپیہ نہیں بنایا اب میں ان کی تحریر بیچ کر روپیہ اکٹھا کروں؟ خدا پاک [کا] لاکھ لاکھ شکر ہے سب بچوں کو رزق دیا ہے وہ سب میرے لیے ہر قربانی کر رہے ہیں۔ اب میرا چلنے کا وقت

ہے خدا پاک عزت کے ساتھ لمبی بیماری سے بچا کر کر اپنے دروازے بلالے، آمین ثم آمین۔ اس اپنے باغ کو آباد رکھے جو مجھے عنایت کیا ہوا ہے ہر وقت یہ دعا ہے۔ جس طرح تم کہو گے حقوق تو میں اس لیے چاہتی ہوں یہ مرحوم کا تحفہ ہے میرے نام۔ میرا افسانہ دونو جلد اکٹھی [۴۱] اور دینے اسلام (کذا)[۴۲] یہ دونو کتابیں چھپ جائیں۔ چیچا وطنی سے ایک ادارہ نے ۲۰ کاپیاں دیہاتی رومان مانگی تھی میں نے تم کو لکھا ہے وہ بھیج دی تھی یا نہیں ضرور اطلاع دینا۔ میں نے تم کو بیٹا کہا ہے میں اپنے آخری وقت تک بیٹا سمجھوں گی۔ خط کا جواب جلدی دینا۔

دونو کتابوں پر کتنا خرچ آئے گا؟

تمھاری امی

15 مئی

....

{ 16 }

786

پیارے بیٹے السّلام و علیکم

تمھارا خط مل گیا تھا مولانا صاحب کی وفات[۴۳] کا پڑھ کر بہت دکھ ہوا۔ پیچھے رہنے والوں کو تو صبر کرنا پڑتا ہے۔ خدا گزرنے والوں کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

تم نے جو چھوٹی کتابوں کا لکھا ہے وہ بے شک جتنی مرضی لے لو۔ میری صحت مزید گر گئی ہے اور میں ٹیسٹ کروانے پنڈی جا رہی ہوں اگر میری موجودگی میں آجاؤ تو بہتر ورنہ نجم آپا سے لے لینا۔ جو کتاب، کاغذات اور سر شہاب الدین کا خط آپ نجم سے لے کر گئے تھے اگر بارِ خاطر نہ ہو تو وہ واپس لیتے آیئے۔[۴۴] میں خط خود نہ لکھ سکی بچے سے لکھوایا ہے۔

جو کتابیں چھپی ہوئی ہیں وہ بِک رہی ہیں یا نہیں۔ مقصد کتابوں کو مارکیٹ میں لانا ہے۔ مجھ کو پیسہ کمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ گھر میں درجہ بہ درجہ سلام و پیار۔

تمھاری امی

لیفٹیننٹ کرنل اظہار الحق ادیب

3 درباری لال روڈ، پنڈی

....

{ 17 }

786

پیارے بیٹے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

2 ماہ غالباً گزرے میں نے تم کو خط پنڈی سے لکھا تھا لیکن معلوم نہیں تمھیں ملا یا نہیں۔ لیکن اس خط کا جواب جلدی دینا کیونکہ ضیاء میرا بڑا لڑکا ایک ماہ کے لیے آرہا ہے(۴۵) وہ آکر کتابوں کا فیصلہ کرے گا تمھارے جواب کے بعد میں کسی کو بھیجوں گی اس کے پاس 10 جلدیں دیہاتی رومان اور سر شہاب دین کا خط ضرور بھیج دینا بار بار تاکید ہے۔ میں لاہور جارہی ہوں اگر آپ نے ضیا کو ملنا ہو تو ۲۰/ اکتوبر تک لاہور تشریف لانا تمھارے خط کا انتظار پنڈی میں کروں گی۔ گھر میں سب کو سلام و پیار

تمھاری امی

3 درباری لال روڈ، راولپنڈی

والدہ اظہار الحق ادیب

کرنل

....

{ 18 }

چمن میں صُبحدم پڑتی ہے اِس لیے شبنم
کہ پتّہ پتّہ کرے یَاد باوضو تیری

786

پیارے بیٹے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے پہلے میں نے خط تم کو اپریل ۱۵ کو لکھا تھا شاید آپ کو ملا ہے یا نہیں کیونکہ اس کا کوئی جواب نہیں آیا اس کے بعد میری صحت ٹھیک نہیں رہی میں کوئی کام نہیں کر سکی۔ اس ہفتہ پنڈی آئی ہوں ڈاکٹر کو دکھایا ہے گرمی لاور میں بھی بہت تھی لیکن پنڈی میں بھی اُتنی ہے۔ اگر اپریل والا خط ملا ہو تو ضرور اطلاع دینا۔ مولوی صاحب کے فوت ہونے کا صدمہ ایک ہمدرد ہستی کا

بچھڑ جانا بہت صدمہ ہوتا ہے لیکن قدرت کے قانون پر صرف صبر ہے۔ بندہ بے بس ہے۔ اپنی صحت کا پورا حال لکھنا اب کیسی ہے خدا یا صحت عطا فرمائے آمین! (۴۶)

نجم کا خط ساتھ ہے اگر کتاب خط تمھارے پاس موجود ہو تو اُسے تسلی کا خط لکھ دینا۔ باقی جو کتابیں چھوٹی کہتی ہوں وہ میں ضرور تم کو دوں گی۔ اپنے حالات اور صحت کا خیال رکھ کر میری زندگی میں لے لینا باقی فائدہ نقصان انسان کی قسمت میں جو لکھا گیا ہے وہی ملے گا۔ باقی اگر تم کو رائلٹی کا خیال بالکل نہ کر۔ تمھاری لاگت [سے جو بچے] بیشک تمھاری خوشی دے [دینا] ورنہ میں تقاضا نہیں کروں گی (۴۷) جب میں نے تم کو بیٹا کہا ہے تم نے ماں کہاں ہے یہ پاک رشتہ ہے میں مجبور ہوں میری بیماری ایسی ہے کہ سب بچے لڑکے لڑکیاں اپنی حیثیت کے مطابق میرے پر خرچ کرتے ہیں کیونکہ میرے پاس کوئی اپنی جائیدار نہیں ورنہ میں تم کو مالی مدد ضرور دیتی۔ خدا پاک تم کو اپنی کمائی میں برکت دے آمین۔

تمھارے گھر میں سب کو سلام و پیار

نمبر مکان 5 درباری روڈ راولپنڈی

4جون

....

{ 19 }

چَمن میں صُبحدم پڑتی ہے اِس لیے شبنم
کہ پتّہ پتّہ کرے یَاد باوضو تیری

786

پیارے بیٹے! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمھارا خط آئے بہت دن گزر گئے لیکن بارش کی تیزی تھی [جس] کی وجہ سے میں بڑی پریشان تھی کسی کام کو دل نہیں چاہتا [تھا]۔ دن رات لاہور میں کسی وقت آسمان صاف نہیں ہوتا تھا جو کتابیں ملی ہیں ان کے نام لکھ رہی ہوں۔ میرا افسانہ حصہ اوّل اگر تمھارا بھائی جو تمھارے ساتھ آیا تھا (۴۸) اُسے کہنا مجھ سے لے جائے، میرے پاس کوئی بھیجنے والا نہیں۔ لڑکیوں کو ڈاک خانہ نہیں بھیج سکتی۔ بادشاہ کی بیوی کا والد ایکسیڈنٹ ہو کر فوت ہو گیا۔ ملتان ۲ ہفتہ ہو گیا۔ نجم، میری لڑکی، کا سکول بچوں کا، ایک بجے ختم ہوتا ہے، بچے کئی دیر سے جاتے ہیں۔ یقین کرنا مجھے بہت مشکل

بہت ہو گئی بہو کے جانے، وہ مئی میں آئے گی، اگر ہو سکے تو اپنے بھائی سے کہنا وہ لے جا کر پارسل کر دے۔ اسمبلی کا ریکارڈ دیکھنے کی منظوری مل گئی ہے لیکن ضیاء الحق چلا گیا۔ ۲۸ مارچ کو نجم کا سکول جس وقت بند ہو گا پھر وہ ریکارڈ جا کر دیکھے گی۔ احسن کو فون کیا تھا وہ کہتا ہے مئی کے شروع میں آ کر بات کروں گا۔ میں بڑی مشکل میں ہوں اگر ضیاء الحق کی چھٹی زیادہ ہوتی تو وہ سب کام کر لیتا۔ ایک پروفیسر پنڈی میں ہے اس کے پاس بھی کچھ ریکارڈ ہے اسے ملنے کا ادیب کو کہا تھا لیکن اسے وقت نہیں ملا کہ اسے ملے۔ دیکھو اب احسن کیا جواب دیتا ہے وہ خود کتابیں نہیں لے رہا ہے صرف پریس پر چھپا دے گا۔ میں بڑی پریشان ہوں ضیاء کے دل کا آپریشن ہوا تھا وہ زیادہ سفر نہیں کر سکتا۔ جرمنی سے آتا [ہے]

اگر چھپانے کا جلدی فیصلہ ہو گیا تو پہلے تم کو سیٹ آئے گا گھر میں سلام پیار

تمھاری امی

۲۲/اپریل

....

یہ خط تم کو بھیج رہی ہوں، ان کو جواب ضرور لکھ دینا پتہ اپنے پاس رکھ لینا اگر میری زندگی میں چھپ گئی تو ان شاء اللہ ضرور بھیجوں گی۔

احسن سے بات پکی ہو گئی تو تم کو اطلاع دوں گی۔ میری دماغی حالت زیادہ خراب ہو رہی ہے، کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ میرا افسانہ اوّل و دوم... خطوط افضل حق... آزادی ہند... محبوب خدا... تاریخ احرار ...Pakistan and Untouchability... شعور ...دنیا میں دوزخ...دیہاتی رومان... معشوقہ پنجاب...پاکستان اور اچھوت[۴۹]

....

{ 20 }

786

پیارے بیٹے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمھارا خط مل گیا اور ایک کاغذ میں نے اپنے خط میں، ایک خط چیچہ وطنی سے کسی نے ۲۰ جلد کتاب مانگی ہے۔ ایک خط پہلے نجم نے لکھا ہے کسی نے کی ۱۵ جلد کتابیں مانگی تھی اُمید ہے مل گیا ہو گا کیسی پریشانی تھی آپ کو، بہت فکر ہے خدا رحم کرے۔

میری تو شوگر ختم نہیں ہوتی اگلے ہفتہ پنڈی جانا ہے آپ پورا حال لکھنا[تمھیں] کیا پریشانی[تھی]کام کیسا چل رہا ہے اگر آسکو تو زندگی والا خط،(۵۰) کوئی اور کاغذ ہو تو لیتے آنا اگر نہ آسکو تو اطلاع دینا بعد میں سہی، کوئی جلدی سب حالات لکھنا۔ خدا خیر یت سے رکھے۔ آمین ثم آمین۔

گھر میں سلام پیار سب کو

تمھاری امی

9مارچ1984ء

ادیب اپریل کے پہلے ہفتہ امریکہ جا رہا ہے سرکاری [کام سے]ایک ہفتہ کے لیے میرا بچوں کے پاس رہنا ضروری ہے وہاں خط لکھنا۔

تمھاری امی

....

{ 2 1 }

786

پیارے بیٹے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمھارا خط پہنچ گیا تھا لیکن میری صحت دیکھنے سے تو اچھی لگتی ہے لیکن دماغ پر اثر رہا وہ ہے کسی کام کو دل نہیں چاہتا نیند بہت ہے پڑھنا بھی مشکل ہو گیا ہے شوگر ختم نہیں ہوتی سب چیز شوگر والی چھوڑ دی ہے اسی لیے پنڈی میں ہوں، ڈاکٹر کی سہولت ہے۔

نجم کا جانے کا ارادہ نہیں تھا لیکن بچوں نے ٹکٹ بھیج دی۔ شام کو ٹکٹ ملی، دوسری شام ۹ بجے شام لاہور سے سوار ہو کر پنڈی پہنچ گئی، ٹیلی فون آیا ہم لوگ ائیر پورٹ پر دس بجے پہنچ کر اسے گھر لائے ۱۲ بجے امریکہ کے جہاز پر سوار کیا اب ستمبر کے پہلے ہفتہ آئے گی میں اس کے آنے پر لاہور آؤں گی۔ ایک کام ضرور کرنا سر شہاب دین کا اصل خط ضرور لیتے آنا(۵۱) نجم نے آکر ایک شخص کے ساتھ بات کی ہے کتابیں دینی ہیں بار [بار] تاکید ہے چھوٹی کتابیں جتنی رہتی ہوں گی وہ لے

لینا نجم کے آنے پر۔ شاید اکتوبر میں ضیاء الحق بھی آجائے گا۔ گھر میں سب کو سلام و پیار۔ یہاں ۲ دکان دار کتابوں والے ہیں ان سے پتہ کروں گی بچوں کے داخلے کا بھی چکر ہے۔ خط کی بار بار تاکید ہے خط کی وجہ سے کتابیں نہیں دے سکی۔

تمھاری امی

14 اگست

....

{ 22 }

لاہور

فروری 16

عزیز بیٹے !

السّلام علیکم!

تمھارا خط کافی دن پہلے مل گیا تھا مگر میں مصروفیت کی وجہ سے جواب نہ دے سکی۔ اس لیے اب دیر سے یہ خط لکھ رہی ہوں معذرت کے ساتھ۔ چیچہ وطنی سے دیہاتی رومان کی ۲۰ کاپیاں منگوانے کا جو خط آیا تھا۔ آیا وہ تم نے بھجوا دیں۔ اسمبلی میں زندگی کے متعلق سر شہاب الدین کا خط جو میرے پاس تھا میں نے شاید تمھیں دے دیا تھا۔[۵۲] اگر وہ تمھارے پاس ہو تو جلد بھجوانے کی کوشش کرو کیونکہ ریکارڈ مکمل کرنے کے لیے اس کی ضرورت ہے۔

بہت پیار

والدہ

....

{ 23 }

86-2-13

عزیزم زاہد منیر عامر

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ بیٹا میں آج کل اپنے چھوٹے بیٹے کرنل ادیب کے پاس رہ رہی ہوں۔ میری طبیعت اب پہلے جیسی نہیں رہی اور کمزوری غالب [ہے] اب تو خط لکھنے میں بھی دِقت ہوتی ہے۔

بیٹا میں تم سے ملنا چاہ رہی تھی اگر تمھارے پاس وقت ہو تو مجھے نوشہرہ آکر مل جانا، اگر آنہ سکو تو خط ضرور لکھ دینا۔ پتہ درج ذیل ہے:

دعا گو تمھاری والدہ

بُواجی (۵۳)

جواد ادیب

ولد اظہار الحق ادیب

3 کلب روڈ، نوشہرہ کینٹ

....

{ 24 }

عزیزم۔ دعوات

آپ کا خیریت نامہ بُواجی کے نام موصول ہوا۔ وہ تو آج ہی لاہور کے لیے روانہ ہوئے ہیں۔ جاتے وقت کہہ گئے تھے کہ آپ کا خط آئے تو آپ کو مطلع کر دوں تاکہ آپ وہاں کسی دن ان سے مل لیں۔ وہ ہفتہ دس دن کے قیام کے خیال سے گئے ہیں۔ اس دوران آپ کوشش کر کے ان سے مل لیں کیونکہ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ باقی باتیں وہ آپ سے زبانی کریں گی۔

والسّلام

مسز ادیب (۵۴)

....

حواشی

۱۔ ان خطوط میں جن کتابوں کا ذکر آئے گا ان سے مراد چودھری افضل حق مرحوم کی کتابیں ہیں جن کی تلاش اور چودھری صاحب کے سوانح کی تحقیق کے سلسلے میں بیگم صاحبہ چودھری افضل حق کی خدمت میں حاضری ہوئی اور ان کی جانب سے یہ خطوط راقم کے نام لکھے گئے۔

۲۔ راقم کے برادر بزرگ شاہد منیر صاحب جو ان دنوں بہ سلسلہ تعلیم لاہور میں تھے اور ایک بار راقم کے ساتھ بواجی کے گھر گئے تھے۔

۳۔ راقم کو چودھری صاحب کی ان کتابوں کی تلاش تھی جو ماضی میں تو ایک بار زیور طباعت سے آشنا ہوئیں لیکن اس کے بعد انھیں طباعت کی روشنائی میسر نہ آئی لیکن بوا جی نے ان کی وہ کتب ارسال فرمائیں جو اس وقت بازار میں بھی دستیاب تھیں یعنی زندگی، دین اسلام، جواہرات اور محبوب خدا۔

۴۔ راقم کی طرف سے کتابوں اور ان کی ترسیل وغیرہ کے اخراجات ادا کرنے کی خواہش ظاہر کی گئی تھی

۵۔ پہلے دو خطوط کسی کو املا کروا کر لکھوائے گئے تھے۔ یہ پہلا خط ہے جو بوا جی اپنے دست و قلم سے لکھ اور اس کے بعد وہ ممکن حد تک اپنے قلم ہی سے خطوط لکھتی رہیں ان خطوط میں ان کے دست و قلم سے نکلے ہوئے خطوط کی نشانی یہ ہے کہ ایسے تمام خطوط کے آغاز میں 786 لکھا ہوا ہے۔

۶۔ میرا افسانہ چودھری افضل حق صاحب کی خود نوشت سوانح کا نام ہے، جس کی پہلی جلد تاج کمپنی لاہور سے اور دوسری جلد مکتبہ احرار لاہور سے شائع ہوئی۔ پہلی جلد پر تاج کمپنی کے عام دستور کے مطابق سنہ اشاعت درج نہیں لیکن چودھری صاحب کی زندگی میں شائع ہونے کی صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب ۱۹۴۲ء سے پہلے شائع ہوئی ہوگی۔ یہ کتاب ۱۶/ ۲۰×۳۰ سائز کے ۲۱۲ صفحات پر مشتمل تھی۔ دوسری جلد پر بھی، جو مکتبہ احرار لاہور سے شائع ہوئی سنہ اشاعت مذکور نہیں لیکن یہ بات یقینی ہے کہ یہ جلد چودھری صاحب کی وفات کے بعد شائع ہوئی کیونکہ اس میں شورش کاشمیری صاحب کے قلم سے دسمبر ۱۹۴۲ء کے بعد لکھا گیا دیباچہ ''غریب شہر سخن ہائے گفتنی دارد'' شامل ہے اور اس میں چودھری صاحب کے راہی ملک عدم ہو جانے کی صراحت موجود ہے۔ یہ کتاب بھی ۱۶/ ۲۰×۳۰ سائز پر شائع کی گئی اس کے صفحات کی تعداد ۱۲۲ تھی۔

۷۔ مرزا غلام نبی جانباز (۴؍ستمبر ۱۹۱۴ء...۱۸؍نومبر ۱۹۹۲ء) مراد ہیں جو جانباز مرزا کے قلمی نام سے معروف ہوئے۔ انھوں نے مجلس احرار اسلام کی تاریخ کاروان احرار کے نام سے آٹھ جلدوں میں قلمبند کی ہے۔ ان دنوں غالباً اسی کتاب کی کوئی جلد شائع ہونے والی تھی جس کا بوا جی سے ذکر ہوا تھا۔

۸۔ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کے داماد جناب سیّد محمد وکیل شاہ صاحب (۹؍اکتوبر ۱۹۳۰ء...۱۶؍اپریل ۲۰۱۶ء) مراد ہیں۔ راقم اپنے اولین تحقیقی منصوبے سے متعلق بعض کتب تلاش کرتا ہوا جب ان تک پہنچا تو اس وقت وہ اوکاڑہ کے ایک کالج میں تدریسی فرائض انجام دے رہے

تھے۔ انھوں نے ایک طالب علم کی جستجوئے علم کو سراہتے ہوئے جو کتب ان کے پاس تھیں ان کی نقول بنوانے کا موقع عنایت فرمایا۔ ان کے علمی ذوق اور حسن خلق سے متاثر ہو کر راقم نے بوا جی سے ان کا ذکر کیا تھا۔ گمان تھا کہ ہم چودھری صاحب کی جو کتب تلاش کر رہے ہیں، ان 'گم شدگان' کا شاید ان سے کچھ سراغ مل سکے۔

۹۔ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کے فرزند اکبر مولانا سیّد عطاء المنعم شاہ صاحب بخاری (۱۳ر دسمبر ۱۹۲۶ء...۲۳ر اکتوبر ۱۹۹۵ء) مراد ہیں جو سیّد ابو معاویہ ابوذر بخاری کے قلمی نام سے معروف ہیں۔

۱۰۔ چودھری افضل حق اور بوا جی کو اللہ نے چار بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا۔ بیٹوں میں شمس الحق (۱۱ر مئی ۱۹۲۹ء...۳۱ر جنوری ۱۹۷۷ء)، ضیاء الحق (مارچ ۱۹۳۲ء ...یکم فروری ۲۰۰۷ء)، قمر الحق (۱۰ر فروری ۱۹۳۴ء...۵ر اپریل ۲۰۰۵ء) اور کرنل اظہار الحق ادیب (پ:۲۲ر جون ۱۹۴۲ء...۲۱ر نومبر ۲۰۱۷ء) شامل ہیں جناب شمس الحق (۱۱ر مئی ۱۹۲۹ء...۳۱ر جنوری ۱۹۷۷ء) سب سے بڑے تھے لیکن وہ اس وقت انتقال کر چکے تھے یہاں بوا جی کے دسرے فرزند جناب ضیاء الحق (مارچ ۱۹۳۲ء...یکم فروری ۲۰۰۷ء) مراد ہیں۔

۱۱۔ بوا جی نے ذکر کیا تھا کہ ان کے پاس ایک سپاس نامہ ہے جو ہوشیار پور کے لوگوں نے چودھری صاحب کو پیش کیا تھا لیکن بعد ازاں جب انھوں نے یہ سپاسنامہ نکال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ سپاسنامہ چودھری صاحب سے متعلق نہیں بلکہ مولانا محمد علی جوہر کی والدہ بی اماں سے متعلق ہے جو انھیں ''کارکنانِ مجالسِ کانگرس و خلافت، ضلع ہوشیار پور'' کی جانب سے ۲۳ر ستمبر ۱۹۲۲ء کو پیش کیا گیا تھا۔ یہ سپاسنامہ بوا جی نے راقم کو دے دیا تھا جو اس کے پاس ایک تاریخی دستاویز کے طور پر محفوظ ہے۔

۱۲۔ سیّد محمد وکیل شاہ صاحب، دیکھیے حاشیہ نمبر ۸

۱۳۔ بادشاہ، بوا جی کے فرزند جناب قمر الحق (۱۰ر فروری ۱۹۳۴ء...۵ر اپریل ۲۰۰۵ء) کا عرف تھا جو ایک کالج میں پڑھاتے تھے اور ان دنوں بوا جی کے پاس ہی رہتے تھے۔ راقم الحروف کو اس زمانے میں بوا جی سے ملنے کے لیے بارہا ان کی اقامت گاہ پر جانے کا موقع ملا لیکن قمر الحق صاحب سے کبھی ملاقات نہ ہو سکی۔

۱۴۔ چودھری صاحب کی کتابوں کی تلاش جاری رہی اور بمصداق جوئندہ یابندہ، ان کی متعدد کتابیں دریافت کرنے میں کامیابی ہو گئی۔

۱۵۔ بوا جی کے دوسرے صاحب زادے جناب ضیاء الحق (مارچ ۱۹۳۲ء۔ یکم فروری ۲۰۰۷ء) مراد ہیں جو ان دنوں جرمنی میں مقیم تھے۔

۱۶۔ مراد ہے فوٹو اسٹیٹ

17. Pakistan and Untouchabiliy Published by Maktaba e Urdu Lahore First Edition May 1941, 2nd Edition May 1943

زمانہ حال میں اس کتاب کی ایک اشاعت امریکا سے عمل میں آئی ہے، ناشر Createspace ۲۰۱۳

۱۸۔ زم زم اپنے زمانے کا ایک مشہور اخبار تھا جو ۱۹۳۸ء میں جاری ہوا۔ ملک نصر اللہ خان عزیز اس کے بانی مدیر اور محمد عثمان فارقلیط مدیر اعلیٰ تھے۔ اس اخبار کی اشاعت کا سلسلہ ۱۹۴۶ء تک جاری رہا۔ بہ قول ڈاکٹر عبدالسلام خورشید "اس اخبار کا معیار بلند تھا اور اپنے حلقے میں بہت مقبول تھا" صحافت پاکستان و ہند میں لاہور: مکتبہ کارواں س۔ ن ص ۷۲۴ اسلام کے تصور معیشت پر مولانا بہاء الحق قاسمی کے ساتھ چودھری صاحب کی بحث اسی اخبار کے صفحات پر شائع ہوئی تھی۔

۱۹۔ راقم الحروف کو، پنجاب اسمبلی میں بہ حیثیت رکن، چودھری صاحب کی تقاریر کی جستجو تھی، ان تقاریر کے حصول کی جدوجہد کی ایک طویل داستان ہے جو خود راقم کی طالب علمانہ زندگی کا ایک باب ہے، کبھی ممکن ہوا تو یہ داستانِ شوق لکھی جائے گی، ان خطوط میں اس کے بعض اجزا مذکور ہیں۔

۲۰۔ چودھری صاحب کے سوانح کی تحقیق کے سلسلے میں راقم نے جن لوگوں سے رابطہ کیا ان میں ایسے اصحاب بھی تھے، تجربے سے جن کے بارے میں معلوم ہوا کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہاں ایسے ہی اصحاب کا ذکر ہے۔

۲۱۔ وہ کپڑا بالآخر مل گیا تھا جو سکھوں نے نہیں بلکہ کارکنان مجالس و خلافت ضلع ہوشیار پور کی جانب سے بی اماں کو پیش کیا تھا، دیکھیے حاشیہ نمبر ۱۱

۲۲۔ یہ ایک لیٹر پیڈ کا مطبوعہ سرنامہ ہے اس کے بعد آنے والے کچھ اور خطوط بھی اسی لیٹر پیڈ پر لکھے گئے ہیں۔

۲۳۔ قومی کتاب خانہ کے مہتمم دیکھیے حاشیہ نمبر ۴۰

۲۴۔ دیکھیے حاشیہ نمبر ۱۸

۲۵۔ چودھری افضل حق ۱۹۳۲ء میں پنجاب اسمبلی، جو اس وقت لیجسلیٹو اسمبلی کہلاتی تھی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔

۲۶۔ انگریزی کتاب کی تفصیل کے لیے دیکھیے حاشیہ نمبر ۱۷

۲۷۔ تاریخ احرار کو دوسری بار سید ابو معاویہ ابوذر بخاری صاحب نے مرتب کر کے شائع کیا ملتان: مکتبہ مجلس احرار اسلام پاکستان ۱۹۶۸ء

۲۸۔ دین اسلام دیکھیے حاشیہ نمبر ۴۲

۲۹۔ دیکھیے حاشیہ ۱۸

۳۰۔ دیکھیے حاشیہ ۴۰

۳۱۔ پنجاب اسمبلی کی لائبریری سے استفادے کے لیے بڑی کاوش سے بنوایا گیا پاس، دیکھیے: حاشیہ ۱۹

۳۲۔ دو کتابوں کی اشاعت سے متعلق بوا جی کی جانب سے دی جانے والی یاد گار تحریر ذیل میں درج کی جا رہی ہے:

"۱۹؍ جولائی ۱۹۸۳ء...... اجازت نامہ:......میں عزیزم زاہد منیر عامر سرگودھا کو اپنے مرحوم شوہر چودھری افضل حق کی تصانیف "دیہاتی رومان اور شعور شائع کرنے کی کلّی طور پر اجازت دیتی ہوں۔ نیز یہ امر بہ طور خاص ذکر کیا جاتا ہے کہ چودھری افضل حق کی تمام تصانیف کے جملہ حقوق میرے نام محفوظ ہیں...... دعاگو دستخط حمیدہ بیگم (بیگم افضل حق)

۳۳۔ دیہاتی رومان کی اشاعت کا ذکر ہے جو راقم نے بوا جی کو ان کے گھر کے پتے پر لاہور ارسال کی لیکن وہ ان دنوں راولپنڈی میں تھیں جہاں انھیں یہ اطلاع ملی اور انھوں نے اس پر اپنی مسرت اور نیک دعاؤں کا اظہار فرمایا۔

۳۴۔ لطیف ایم خان، چودھری افضل حق کے ایک نیک دل قاری تھے۔ وہ چودھری صاحب کی کتاب زندگی بڑے پیمانے پر قومی کتب خانہ سے خریدتے اور اس کے نسخے اپنے ملنے والوں اور کتابوں کے شائقین میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایسے اصحاب سے ان کا مطالبہ ہوتا تھا کہ وہ اس کتاب کے مطالعے کے بعد اپنی تحریری رائے سے انھیں آگاہ کریں چنانچہ انھوں نے زندگی کے بارے میں مختلف شعبہ ہائے حیات کے بے شمار لوگوں کی آرا لکھوا لکھوا کر محفوظ کی ہوئی تھیں۔ راقم کی چودھری صاحب کی تحریروں سے دلچسپی کا حال جان کر انھیں راقم سے ملنے کی خواہش ہوئی۔ بعد ازاں یہ ملاقات خان صاحب سے رابطے کا سبب بنی رہی۔

۳۵۔ چودھری افضل حق اور بواجی کی تین بیٹیوں میں، بلقیس بی بی (۱۹۲۳ء...۲۰/ جولائی ۱۹۹۳ء)، معروف خالد (۱۹۲۶ء...۲۵/ جولائی ۲۰۱۶ء) اور نجم صدیق خان (پ: ۲۰/ مارچ ۱۹۳۹ء) شامل ہیں۔ یہاں اور اس کے بعد کے خطوط میں جس بیٹی کا ذکر ہے وہ نجم صدیق خان ہیں جو ان دنوں بواجی کے پاس شام نگر والے گھر میں رہتی تھیں اور انھوں نے کیلیفورنیا جونیر اسکول کے نام سے ایک پرائیویٹ ادارہ بنا رکھا تھا، نجم صاحبہ آج کل امریکا میں مقیم ہیں۔

۳۶۔ مراد ہے اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور

۳۷۔ بواجی کے فرزند کرنل اظہار الحق ادیب جو ان دنوں اپنی ملازمت کے سلسلہ میں راول پنڈی میں مقیم تھے اور ملازمت سے سبک دوش ہونے کے بعد لاہور آ گئے جہاں نومبر ۲۰۱۷ء میں انھوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ یہاں ان کے بیٹے یعنی بواجی کے پوتے کا ذکر ہے۔

۳۸۔ دیکھیے حاشیہ نمبر ۱۵

۳۹۔ دیکھیے حاشیہ بالا، اس جملے سے راقم کے ساتھ بواجی کی شفقت و محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۴۰۔ لاہور کا مشہور اشاعت گھر قومی کتب خانہ، چودھری صاحب کی کتابوں کا ناشر تھا۔ نصیر الدین ہمایوں صاحب کے زمانے سے یہ ادارہ چودھری صاحب کی چار کتابیں یعنی زندگی، دین اسلام، جواہرات اور محبوب خدا، بڑے التزام سے شائع کرتا رہا۔ اس خط کتابت کے زمانے میں نصیر صاحب تو نہیں البتہ احسن ہمایوں صاحب اس ادارے کے مہتمم تھے۔ راقم کی ان سے ملاقات نہیں رہی لیکن بواجی کے خطوط میں پرانے تعلقات کے حوالے سے ان کا کئی جگہوں پر ذکر آیا ہے۔

۴۱۔ بواجی کی زندگی میں تو نہیں البتہ ان کی وفات کے بعد یہ خواہش ضرور پوری ہوئی اور مختلف ناشرین نے میرا افسانہ کی دونو جلدیں یکجا شائع کیں۔ دیکھیے: لاہور: افضل حق میموریل سوسائٹی ۱۹۹۱ء مشتمل بر ۲۰۸ صفحات

۴۲۔ مراد ہے چودھری صاحب کی کتاب دین اسلام جس کی قومی کتب خانہ سے شائع شدہ جنوری ۱۹۷۶ء کی اشاعت ہمارے پیش نظر ہے۔ ناشر شیخ محمد نصیر ہمایوں برائے قومی کتب خانہ لاہور۔ صفحات ۲۰۷

۴۳۔ راقم کے مخدوم و محترم مولانا تاج محمود صاحب کی وفات کا ذکر ہے جنھوں نے ۲۰/ جنوری ۱۹۸۴ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ جن کے سانحہ ارتحال کے باعث ایک عرصے تک کسی کام میں

جی نہ لگا۔ اسی لیے آنے والے خطوط میں بوا جی کی طرف سے راقم کا خط نہ ملنے پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔

۴۴۔ اس خط کا آگے بھی ذکر آئے گا یہ دراصل پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے اسپیکر چودھری شہاب الدین صاحب کی طرف سے، چودھری افضل حق صاحب کی کتاب زندگی پر قلمی رائے ہے، جو بوا جی نے ازرہ شفقت یہ کہہ کر راقم الحروف کو عنایت کر دی تھی کہ اس تحریر کا تم سے بڑھ کر کوئی حق دار نہیں لیکن بعد ازاں ان کے اخلاف نے انھیں یہ تحریر واپس لینے پر آمادہ کر لیا چنانچہ ان کی خواہش پر یہ تحریر واپس کر دی گئی البتہ اس کی ایک فوٹو سٹیٹ نقل راقم کے پاس موجود رہی۔ بعد میں اس اصل تحریر کا کچھ معلوم نہیں کہ ان کے اہل خانہ نے اسے محفوظ بھی رکھا یا نہیں، البتہ راقم کے پاس اس کا عکس موجود رہا اور اب اس نے اسے اپنی ایک کتاب میں شائع کر کے محفوظ کر دیا ہے۔ دیکھیے کتاب: روشناس شائع کردہ کلیہ علوم شرقیہ، پنجاب یونی ورسٹی لاہور ۲۰۱۲ء ص ص ۶۷۔۱۶۶

۴۵۔ دیکھیے حاشیہ نمبر ۳۸

۴۶۔ دیکھیے حاشیہ نمبر ۴۳

۴۷۔ دیہاتی رومان راقم نے محض اپنے جذبے کے زور پر شائع کی تھی ورنہ اس وقت اس کی حیثیت کالج کے ایک نوخیز طالب علم سے زیادہ نہ تھی۔ اس اشاعت سے نفع کا خیال بھی بعید تھا تاہم بوا جی کے حق کا خیال کرتے ہوئے راقم کی خواہش تھی کہ ان کی خدمت میں کچھ نہ کچھ ہدیہ بہ طور رائلٹی ضرور پیش کیا جائے۔ یہ راقم کی اس خواہش کا ردِ عمل ہے۔

۴۸۔ جناب شاہد منیر صاحب دیکھیے حاشیہ نمبر ۲

۴۹۔ بوا جی کی فراہم کردہ، چودھری صاحب کی تصانیف کی یہ فہرست نامکمل ہے چودھری صاحب کی مندرجہ ذیل کتب اس فہرست میں شامل نہیں: دین اسلام، اسلام میں امر اور بادشاہ کا وجود نہیں ،جواہرات، پورن بھگت کی کہانی، فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں۔

۵۰،۵۱،۵۲۔ دیکھیے حاشیہ نمبر ۴۴

۵۳۔ یہ بوا جی کا راقم کے نام آخری خط ہے۔ اس کے بعد وہ وہاں روانہ ہو گئیں جہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آتا......رفتید ولی نہ از دل ما

۵۴۔ بوا جی نوشہرہ سے لاہور واپس جاتے ہوئے میرے خط کی منتظر تھیں۔ یہاں سے روانہ ہوتے ہوئے اہل خانہ کو یہ ہدایت کر کے رخصت ہوئیں کہ جب زاہد منیر عامر کا خط آئے تو انھیں

لاہور میں مطلع کیا جائے۔ ایسا ہی ہوا، ان کی توقع کے مطابق میرا خط نوشہرہ پہنچا تو کرنل اظہار الحق ادیب صاحب کی اہلیہ نے مجھے اس کے جواب میں یہ خط لکھا۔ افسوس کہ کرنل صاحب کی اہلیہ مسز جاوید ادیب بھی اب ہمارے درمیان نہیں ہیں وہ اپنے شوہر سے بھی آٹھ برس پہلے ۱۳/ اپریل ۲۰۰۹ء کو ملک عدم کو سدھار گئی تھیں۔